استاذ العلماء مخدوم محمد معین ٹھٹوی
مترجم
ابوسعید غلام مصطفیٰ قاسمی سندھی

ترجمہ مطارحات التحقیق فی برہان التطبیق

# برہان التطبیق کے سلسلے کے تحقیقی مناظرات

## پہلی قسط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ہر تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ازلی اور ابدی موطنوں میں کل کائنات کے مظاہر میں صفت اور ذات کے لحاظ سے اپنے ظہور کے ساتھ تطبیق اور موافقت پیدا کی اور اپنے جمال کو جملہ کائنات عالیہ اور سافلہ زائد الحسن یا ناقص الحسن میں سے عیب اور زینت کے لحاظ سے احاطہ کیا۔ اس نے جہانوں کی موجودات میں غیر متناہی سلسلوں میں تجلی فرمائی اور وہ ان سرودی شیونات میں صرف ان لوگوں سے حجاب میں رہا جو غافل اور اندھے دلوں والے ہیں۔ وہ ہمیں مستقبل اور ماضی کے ہمیشگی والے اطوار میں پھرآتا رہتا ہے، جیساکہ اپنے وحی منزل کے اس قول سے خبر دی لتركبن طبقا عن طبق تم کو چڑھنا ہے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف، اور صلاۃ وسلام اس ذات پر جو متناہی انداز میں اپنے کمال سے عقول کی طرف تنزل فرمایا۔ اور ان کے ال واصحاب پر جو کہ ہر عزت و مرتبہ کے ساتھ موصوف ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد کہتا ہے کمزور ترین مخلوق میں سے دلقہ پوش درویشوں کا غلام محمد ملقب معین کے ساتھ ابن محمد حسن کا لقب امین ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی ذات اور صفات میں حیران کر دیا اور اپنی جمع اور پراگندگی میں اس کو اپنا امر مستوی دکھایا۔ تحقیق اللہ جل مجدہ نے اپنے ملکی دوام میں ہر شئے کی اصل جو یا سایہ عوالم غیر متناہیہ سے عبادت عرفانیہ کے ساتھ غلام بنا دیا جس کے اندر اس کا غیر شریک نہیں ہوتا اور اس عبادت عرفانیہ سے اس کے مبدا کی طرف

اس کے اسم کے شیونات میں سے ازل سے ابد تک اس کا سیر ہوتا رہتا ہے اور اسی میں اس کی سعادت اور خیر ہے۔ پھر اس کو کسی سے نہیں پہنچاتا مگر اس کے ساتھ جو اپنی ذات میں ظاہر ہوا اور اس کی ذات وہی ہے جو لامتناہی کے ساتھ موصوف ہے اپنے شیونات میں یہ معرفت اگرچہ بسیط ہے اور نفس الامر میں صرف وہی ہے جس کا احاطہ غیر متناہی ہے خاص طور پر انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ذات جو ان سے اس کا ظہور ہوا، اور جمیع عوالم غیر متناہیہ کا ان کے اجزا کے سلسلوں کے ساتھ، پس ہر انسان جو اس کے سمندر کے قطرات سے نکلا ہے اشیاء عالم میں اسکا زیادہ مستحق ہے کہ وہ وسعت الٰہیہ سے جس طرح وہ ہے زیادہ حظ حاصل کرے اور حق واسع کی لاتناہی سے عبادت کرے۔ پس کمال کی انتہا یہ ہے کہ اس کو کشف اور دیکھنے سے پائے اور ادنیٰ حال یہ ہے کہ اس کی دلیل اور برہان کے ساتھ عبادت کرے، اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے والوں کے لیے مشہور سیرت ہے ان دو ادراکوں کے درمیان اہلِ حیرت کے لیے بہت سے ادراکات ہیں۔ یہاں تک کہ دلق والوں میں سے بعض تکبر کرنے والوں کے لیے اپنی بعض مشغولیوں میں جو کہ اس وسعت سے ادنیٰ نصیب کے ساتھ بہرہ ور ہونے کے بعد اپنی کمزور حالی کے باوجود جس وقت اس نے جوش کیا اور اس کے خیال کا سمندر جوش مارنے لگا جب اس نے اللہ کی توفیق اور اس کے بچاؤ اور حفظ کی توفیق سے کائنات کے ذرات میں سے ایسے ذرہ کو پہنچا جس کو اس نے حسن و جمال میں فائق دیکھا اور اس نے اس کو آزال اور آباد کے اجمال کی تفاصیل پایا یہ وہ ہے جس سے ان کے افکار اور خیالات پر ہیں۔ اسی کی ان میں سے ایک کہنے والے نے خبر دی ہے:

درجستنِ جامِ جم ز کوتہ نظری — ہر لحظہ گمان مبر بتحقیق بری
رو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرہ خاک — جامی است جہاں نمائی چوں درنگری

جب یہ حالت تھی تو متکلمین علماء نے لامتناہی امور کے ابطال میں برہان وتطبیق کو ارسال کیا اور اس میں کسی بھی گفتار کو نہیں چھوڑا مگر اس کو جواب اور سوال کی صورت میں لے آئے پھر انھوں نے دعوی اطلاق جمیلان برہان تطبیق میں وہ کہا جو انھوں نے کہا تھا اور ان پر جو کتاب وسنت کے نصوص آئے تھے ان کی بھی انھوں نے کوئی پروانہ کی اور برہان تطبیق کے اثبات والے شور وشر

کے میدان میں آخر ہمیشہ سرعت اور جولان سے کام لیتے رہے اور برہان التطبیق کی تحقیق میں جو سلاطین حکما کا مسلک تھا اس سے منحرف اور مائل ہوتے رہے بلکہ ہر حیلہ کے ساتھ انکے مسلک کے ابطال میں حیلہ کرتے رہے حالانکہ حکما کا مسلک جادہ سویہ کو پہنچنے میں سب سے قریب راستہ اور سادات پیشواؤں کا سیرگاہ تھا ۔ سعادت کی منزلوں کی طرف ۔

اس حالت کو دیکھ کر میرے پاس جو علم تھا اس مسئلہ کے متعلق حق کی تحقیق میں اس کے عدم اظہار میں میں نے اپنے نفس کو معذور نہ سمجھا اور حق کی طرف سے جو مجھے وقت عزیز ملا ہے اور اس نے جو ہدایت کی ہے اس کے اظہار سے کوئی چارہ نہیں اور یہی وہ چیز ہے جو مجھے براہین کے اسالیب میں اس وقت کھینچ کے لیے آئی جب میں عمر کے لحاظ سے ساٹھ سے تجاوز کر چکا تھا ۔

بعد اس کے کہ چند سالوں سے میں اس قسم کی باتوں اور شور کو چھوڑ چکا تھا ۔ اور میری عمر اس وقت دنیا سے رخصت کرنے کے قریب ہے اور اس لائق ہے کہ وجد اور سماع کی دعوتوں میں عمر صرف کی جائے حق سے ، حق کے ساتھ ، حق کی طرف مشغول رہنا چاہیے اور محو و فنا کی ٹھنڈک کے دروازہ پر غوطہ مارنے اور کھٹکھٹانے کے ساتھ بیٹھنا چاہیے تاکہ میں تفرقہ کے میدان میں کسی بدحالی کو نہ چھوڑوں اور اپنے نفس کا مواخذہ کرتا رہوں تاکہ میں اسکی طرف ہمیشہ کے لیے رجوع نہ کروں یہ وہ ہے جس میں دنیا برزخ اور آخرت میں رغبت رکھتا ہوں ۔ ایسی راہ نہایت میں جس میں باقی وقت ہمیشگی کر دوں ، یہی میری ہمیشہ کے لیے اس کے پاس دعا ہے اے پروردگار میں شقی اور بدبخت نہ ہوں

جب میں نے ان کتابوں کو ماہ محرم میں ختم کیا جو کہ ۱۱۵۶ھ میں منسلک ہے تو میں نے ان مکتوبہ اوراق کا نام "مطارحات التحقیق فیما یتعلق ببرہان التطبیق" رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس کو میرے ایمان کے آئینے کے لیے صیقل اور میرے اعمال کی ترازو کے پلڑے میں بھاری اور ثقیل بنا دے اور میرے اس علمی سرمائے کو غیبت اور خسران سے ضائع نہ کرے ۔ سید المرسلین اور آپ کے اہل بیت طیبین کی حرمت کی برکت سے اللہ کی رحمتیں اور سلام ہو اس پر اور ان تمام پر ( جو آپ کے پیرو ہیں ) اللہ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اس میں بڑی کوشش کی اور آمین کہا یا رب العالمین ۔

## برہان التطبیق کی تحریر میں پہلا مناظرہ

میں کہتا کہ تسلسل یہ ہے کہ ممکن کو اس کے وجود میں اس کے اندر اثر کرنے والی کسی علت

کی طرف نسبت کی جائے اور پھر اس علت کو اس میں کسی دوسری علت موثرہ کی طرف نسبت کی جائے۔ اسی طرح یہ سلسلہ غیر نہایت تک چلا جائے تو یہ محال ہے چند وجوہ سے جن میں سے ایک حجت مخالف کے دماغ کو پھوڑتے والی برہان التطبیق کے نام سے مشہور ہے جو یہ ہے کہ ہم جب تسلسل علل کی طرف سے ہو تو ہم ایک معین معلول سے تصاعد کے طور پہ نہایت غیر کی طرف ایک سلسلہ فرض کریں گے اور یہ ایک جملہ ہوگا۔ پھر اس جملے سے کچھ متناہی مقدار پر ایک دوسرا سلسلہ فرض کریں گے جو غیر نہایت تک چلا جاتا ہو۔ اور یہ جملہ پہلے جملہ کا جزو ہوگا اور جب تسلسل معلولات کی جانب میں ہوگا۔ تو یہ ایک معینہ علت سے تنازل کے اطوار پر لامتناہی کی طرف دوسرا جملہ ہوگا اور اس علت کے بعد متناہی مقدار سے جملہ اولی معین سے غیر نہایت کی طرف دوسرا جملہ ہوگا جو یہ پہلے جملہ کا جز ہوگا تو یہاں دو جملے غیر متناہی حاصل ہوں گے ان دو میں سے ایک اور یہ پہلا ہے کل ہوگا۔ جو دوسرے جملے پر زائد ہوگا جو اس کل کا جز ہے اور یہ زیادتی عدد متناہی کے ساتھ ہوگی اس سے دوسرے کو پہلے سے کم کریں گے تاکہ پہلا کل ہو اور دوسرا اس کا جز ہو کیونکہ نقصان کی وصف اور غیر متناہی سے دوسرا امر غیر متناہی ہوگا۔ اس رفت دلیل سے ثابت ہوگیا جیسا کہ ہمارے مفروض میں ثابت ہوا کہ جملہ دوسرے کو پہلے جملے کا جز بنا کر ایک مبدأ معین سے تصاعد یا تنازل کے طور پر لینا موصوف کے عدم تناہی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی مقدورات نفس الامر میں غیر متناہی کی وصف سے متصف ہوتے ہوئے بھی اس کو اللہ تعالیٰ کے معلومات غیر متناہیہ سے ناقص کہیں گے کیونکہ بعض چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تعلق نہیں ہوتا۔ زیادہ میں زیادہ یہ ہے کہ دونوں سلسلے جن میں ایک زائد اور دوسرا ناقص ہے جس طرح میں ہم نے ان کو غیر متناہی اور غیر منقطع قرار دیا ہے اس میں ان دونوں کی زیادتی اور نقصان ہمیشہ کے لیے ظہور پذیر نہ ہوگا۔ لیکن لامتناہی کے امکان کے فرض کا وجود میں ہوتے ہوئے جس کے بطلان پر ہم دلیل لائیں گے۔ ہم یہ جزم کرتے ہیں کہ جملہ دوسرا نفس الامر میں پہلے سے ناقص ہے اگرچہ اس نقصان کا ظہور لامتناہی کی وصف کے ساتھ ممتنع ہے۔ اسی جہت میں کیوں کہ کل کا جز سے بڑا ہونا بدیہی ہے۔ ہم نے دونوں سلسلوں اور جملوں کو ایک جملے میں کیوں فرض کیا جیسا کہ ہم نے تیرے لیے اس کو بیان کیا ہے کیونکہ یہ واضح ضرورت کل اور جز میں یقیناً واضح طور پر حاصل ہوتی

ہے ورنہ استدلال میں یہ بھی کافی ہوتا ہے کہ ہم مطلق زیادتی اور نقصان کو دو الگ الگ جملوں اور سلسلوں میں جیسے دو پہاڑ جو کہ ایک دوسرے کے محاذی ہیں اور دو جہتوں میں جا رہے ہیں فرض کرتے، ایک جملے میں اس فرض یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر دو جملوں میں یہ فرض کرتے تو یہ منع جاری ہو سکتی تھی کہ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ ایک سلسلہ غیر متناہی کا امکان، اس جیسے دوسرے سلسلے کے امکان کو وجود میں لازم کر لیتا ہے کیونکہ جائز ہے یہ سلسلہ ایک نوع ہو جو فرد واحد میں منحصر ہو جیساکہ بعض انواع (سورج) میں پایا جاتا ہے۔

اب جب ہم اس فرض سے اوپر جاتے ہوئے یا نیچے اترتے ہوئے فارغ ہوئے تو ہم دو جملوں پہلا کل زائد اور دوسرا جزء ناقص کی تطبیق میں شروع ہوتے ہیں ایک کو دوسرے پر اس طرح تطبیق دیتے ہیں کہ جس جانب سے ہم شروع کرتے ہیں تو اس میں ایک مبدأ فرض کریں گے جس کا سلسلہ اوپر یا نیچے غیر متناہی طور پر چلا جاتا ہو اور یہ اس طرح ہے کہ ایک سلسلہ کا پہلا جزء دوسرے سلسلہ کے پہلے جزء کے مقابلے میں کھڑا کریں گے اور پھر اس کا دوسرا جزء دوسرے سلسلے کے دوسرے جزء کے مقابلے میں رکھیں گے اسی طرح یہ سلسلہ غیر متناہی چلا جائے گا۔ پھر اگر اس تطبیق میں جملہ زائد کے ہر جملہ میں جملہ ناقص کا جزء لیا جائے گا اور یہ نفس الامر میں واقع ہوگا تو ناقص زائد کے مساوی ہوگا اور باتوں میں شمار کرنے سے ہوگا اور یہ فاسد اور محال ہے کیونکہ ناقص الجزء کی کل زائدہ سے مساوات محال ہے اگرچہ سے کوئی نفس الامر میں زائد کے ہر جزء کے مقابلے میں ناقص کا جزء ہو اور پھر زائد میں ایسا بھی جزء ہوگا جس کے مقابلے میں ناقص جزء نہ ہوگا۔ اور اس جزء کے پاس اس کے مقابلے میں ناقص سے کوئی چیز نہ ہوگی، تو ناقص بدیہی طور پر منقطع ہو جائے گا ہم نے دونوں شرطوں میں وقوع کو نفس الامر کے ساتھ اس لیے مقید کیا کیونکہ دونوں جملوں کے لاتناہی کی وصف ثابت ہوتے ہوئے وقوع لا وقوع کا ظہور ہم پر ممتنع ہوگا۔ عقل اس لحاظ سے کہ دونوں جملوں کے امکان کو فرض کر چکا ہے وہ نفس الامر میں ان دونوں شرطوں میں کسی ایک کے عدم خلو کا حکم کرتا ہے اور عقل یہ بھی حکم کرتا ہے کہ ناقص سلسلہ کے انقطاع سے اس کا متناہی ہونا بدیہی ہے اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ متناہی چیز پر جو کوئی متناہی سے زائد

ہوتا ہے وہ بلاشبہ متناہی ہوتا ہے تب دونوں سلسلوں کا انقطاع اور متناہی ہونا اس جہت میں لازم ہوگا جس میں ہم نے دونوں کو غیر متناہی فرض کیا تھا اور غیر منقطع کہا تھا۔ تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس چیز کو ہم نے نفس الامر میں غیر متناہی فرض کیا تھا اور ممکن کہا تھا وہ محال ہوگیا کیونکہ ہم میں سے جو ممکن ہے اس کے فرض وقوع سے محال لازم نہیں آتا۔ اور یہاں تو اس کے فرض وقوع سے محال لازم آگیا (تو معلوم ہوا کہ وہ ممکن نہیں ہے) اور یہ جائز نہیں ہے کہ اس محال کا منشا ہم اس کو قرار دیں کہ ہم نے ایک مبدأ سے نکلے ہوئے ایک جملہ کو دو جملے قرار دیا اور نہ یہ منشا استمالت ہے کہ نفس الامر میں ان دو جملوں کے درمیان تطبیق دی ہے اور یہ خلف یا بطلان کے ظہور کا باعث ہے کیونکہ اجزاء کے درمیان تطبیق دینا ایک ممکن چیز ہے وہ کبھی محال کو لازم نہیں کرتا۔ تب یہ بات متعین ہوگئی کہ نفس تسلسل ہی محال کا منشا ہے اس کے سوا کوئی دوسری چیز اس کا سبب نہیں ہے اور یہی ہمارا مطلوب ہے۔

اس تحریر سے بہت سے وہ اعتراضات جو دلیل پر وارد کیے جاتے ہیں وہ سب دفع ہوگئے ان اعتراضات میں سے ایک اعتراض وہ ہے جو کہ شرح تجرید میں ہے کہ ہم یہ اختیار کرتے ہیں کہ نام کے ہر جزء کے مقابلے میں ہم ناقص کے ہر جزء کو کھڑا کریں گے اور اس سے دونوں کو مساوی ہونا ہم تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ جس طرح دونوں کی متساوی کی وجہ سے ہوتا ہے تو کبھی تناہی کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ یہ اعتراض درمیان تحریر دلیل کے ہمارے اس قول سے دفع ہوگیا کہ زائد اور ناقص میں ہمارے اوپر زیادتی اور نقصان ہمیشہ ہمیشہ ظاہر نہیں ہوتا لیکن ہم یہ جزم کرتے ہیں کہ دوسرا نفس الامر میں پہلے سے ناقص ہے الخ

تو پھر ظاہر ہوگیا کہ عدم تناہی کو ہی جہت غیر متناہی میں زیادتی اور نقصان کے ظہور کے امتناع میں تاثیر ہے اور اس میں ناقص کے ہر ایک جزء کا زائد کے ہر ایک جزء کے مقابلے میں نفس الامر میں مساوات میں کوئی تاثیر اور دخل نہیں ہے تب ہم بدیہی طور پر یہ جانتے ہیں کہ دونوں جملے بالمساوی ہوں گے۔ زیادتی اور نقصان میں متفاوت ہوں گے اور ناقص جملے کو انقطاع لازم ہے۔

اور دوسرا اعتراض وہ ہے جو وہ بھی شرح تجرید میں ہے:

یہاں محال جو لازم آتا ہے وہ مجموع سے لازم آتا ہے ایک تو علل اور معلولات کا غیر متناہی ہونا اور دوسرا یہ کہ ان غیر متناہیوں سے متناہی عدد کو جدا کرنا تاکہ دوسرا جملہ یا سلسلہ حاصل ہو جائے اور جس نے ایک سلسلے کا دوسرے سلسلے پر تطبیق کا وہم کیا ہے۔ وجہ مخصوص پر تب مجموع محال ہوگا اس سے ان کے اجزاء میں سے کسی بھی چیز کا محال ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ زید کا قیام اور عدم قیام مجموع محال ہے اور ان میں سے ہر ایک جز فی نفسہ ممکن ہے۔

یہ سوال بھی ہماری تحریر کے درمیان ہمارے اس قول سے ختم ہو جاتا ہے کہ اس محال کا منشا اس کے لزوم کا ہونا جائز نہیں ہے الخ اور باقی یہ جو معترض سند کے طور پر لایا ہے کہ مجموع زید کا قیام اور عدم قیام الخ محال ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ سند باطل ہے کیونکہ اس مجموع کے محال ہونے کا منشأ صرف دو نقیضوں کا جمع ہونا ہے یہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ نفس جمع دو ممکنوں کا استحالہ کے لیے منشا ہوتا ہے۔ تو اس باب میں یہ کسی چیز میں بھی نافع نہیں ہے تب جواب اس طرح ظاہر ہو گیا کہ تحقیق ہم بالبداہتہ جانتے ہیں کہ اس مجموعے میں سے عدم تناہی کے سوا کوئی چیز محال نہیں ہے ہاں ایک الگ سلسلے کا اعتبار جو کہ پہلے سلسلے سے ناقص ہے اور اس کی طرح وہ بھی غیر متناہی ہے وہ بھی محال ہے۔ یہاں یہ دعوی کرنا کہ جب ایک غیر متناہی سلسلہ کا وجود ممکن ہو گیا تو یہ بھی ممکن ہے کہ اس جیسا دوسرا سلسلہ غیر متناہی بھی ممکن ہے کہ موجود ہو اور اس کے آحاد ایک متناہی قدر سے پہلے سلسلے سے ناقص ہوں تو دونوں سلسلوں کے درمیان وجہ خاص پر تطبیق واقع ہو اور منع مستند کے ماتحت بطلان ظاہر ہو جس طرح ہم نے اوپر کی تحریر میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے ـــــــ تو پھر یہ جائز ہو جاتا ہے کہ وہی استحالہ کا منشاء ہو اور لاتناہی اس کا منشا نہ ہو، اس لیے دونوں جملوں کو ایک جملے میں پیش کیا ہے جو اس سے متناہی آحاد جدا ہو سکیں، جیسا کہ اس کا بیان ہمارے اس قول سے اور منع سے بچنے کے لیے الخ میں گزر چکا ہے۔

(جاری ہے)